علامہ احمد رضا خان کی جدید سائنسی علوم میں دسترس

The expertise of Allama Ahmed Raza Khan in the Modern Sciences

نسرین طاہر ملک [i] محمد محمود احمد [ii]

Abstract

The scholar of Islam are providing their services for knowledge and wisdom from very initial days either in JamiaNzamia of Baghdad, centers of Wisdom in Kuffa, Haroonur Rashid's official treatment centers (medical centers) or in the constructional masterpieces of Architecture or engineers of Spain. They have been acknowledged and celebrated in all over the world and the present world generally and the sub-continent specifically seems to be the outcome of their intellectual evolution. As for as the knowledge of Architecture is concerned, this story is incomplete without mentioning TajMahal standing gorgeously at the conjunction of Ganga and Jamna, the Qutub minaret clotting up besides the Delhi Fort, the Red Mosque of Delhi and the Badshahi Mosque Lahore. The same is the case with the archeology, geography and if there is requirement to give this intellect to the public the scholars of Sub-continent cannot be ignored within this historical travel and without them the story of nourishment of knowledge seems losing its essence.

The present article is part of this historical account which attempts to remind that there was a time when the knowledge seekers in the Islamic schools (madaris) were at the peak of knowledge and wisdom and their contemporaries were eager to have a glimpse of them, but today in these Madaristhe similar personalities are rare. The

i اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ عربی، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

ii ایم فل ریسرچ سکالر، شعبہ عربی، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

personality of our concern here is one of the fantastic aspects of this golden story. When the heritage of Muslims was being shifted to the libraries of England and the Muslim youth, ignorant of the disastrous future, was becoming weary. In these circumstances an intellectual of Masjid and Madrisa Imam Ahmed Raza took the responsibility to update the knowledge which was taken away from the Ummah. If we study profoundly the writings of our personality of praise, it is obvious that the intellect and knowledge which was the glory of Muslims were serving the passions of knowledge in the libraries and academic laboratories. And in the Indo-Pak sub-continent even in the whole world there was no such personality who could speak for these knowledge and Science. In this phenomenon in the writings of Imam Ahmed Raza there are not only discussions on Physics, Mathematics, philosophy, logic, medicine, algebra, logarithm, geometry but also these discussion were renewed and were up to date. The present article looks into these discussions and tries to measure the expertise of him. Moreover, his perspective will be compared to the contemporary ideologies. At the end the discussion is furnished with its contributions, conclusions and advantages.

تعارف

علماء اسلام روز اوّل سے علم و حکمت کی خدمت میں مصروف عمل نظر آتے ہیں، وہ بغداد کی جامعہ نظامیہ ہو، یا کوفہ کی دانش گاہیں، یا پھر وہ ہارون الرشید کی سرکاری علاج گاہیں ہوں، یا پھر ملک اندلس کے علما علم ہندسہ کے تعمیراتی شاہکار ہوں، چار دانگ عالم میں ہمیشہ ان کی دھوم مچی رہی ہے اور پوری دنیا بالعموم اور برصغیر بالخصوص ان کے علمی تجربات سے حاصل شدہ ذہنی ارتقاء کا مرہون منت نظر آتا ہے، برصغیر میں علم ہندسہ کی بات ہو تو جمنا و گنگا کے سنگم پر پورے طمطراق سے کھڑے تاج محل اور قلعہ دہلی کے پہلو پیوست قطب مینار، اور لال مسجد دہلی، بادشاہی مسجد لاہور، کے بغیر یہ داستان ادھوری نظر آتی ہے، اسی طرح علم توقیت کی بات ہو، یا پھر وہ علم جغرافیہ وہئیات قدیمہ سے عوام اسلام کو ذہنی عرفان وجدان سے ہمکنار کرنا مقصود ہو تو علماء برصغیر کی خدمات کے تذکرہ کے بغیر یہ تاریخی سفر ادھورا سا لگتا ہے

اور یہ داستان علم پروری اپنی رنگینی کھونے لگتی ہے زیر نظر تحریر بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے کہ جو اس بات کی یاد دلاتی ہے کہ کبھی مدارس اسلامیہ کے خوشہ چینان علم و حکمت کی اس معراج پر تھے کہ معاصرین ان عبار راہ کو چھونے کو ترس رہے تھے، آج مدارس دینیہ میں ان اوصاف کے حاملین خال خال و شاید کہ باید نظر آتے ہیں۔

ہمارے ممدوح اسی داستان زریں رقم کے درخشندہ پہلو ہیں کہ جب مسلمانوں سے ان کی میراث انگلستان کی دانش گاہوں میں منتقل کی جارہی تھی، اور مسلمان نوجوان اپنی ماضی سے پہلو تہی کرتے ہولناک مستقبل سے غافل خواب گراں کا شکار ہو رہا تھا ایسے میں مسجد و مدرسہ کے فاضل نے ان علوم کی تجدید کا بیڑہ اٹھایا کہ جن سے امت کا دامن خالی ہوتا دکھائی دے رہا تھا، ہمارے ممدوح کی تصنیفات و تالیفات کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ وہ علوم جو صدیوں سے مسلمانوں کی آن بان کا باعث تھے وہ ان سے چھن کر یورپ کی دانش گاہوں اور علمی تجربہ گاہوں نیز رصد گاہوں میں شوق تسخیر کے لیے مہمیز کا کام کر رہے تھے، اور برصغیر پاک و ہند کیا پورے عالم اسلام میں ایسی کوئی عبقری شخصیت عنقاء نظر آرہی تھی کہ جو ان علوم کی بات کرے، ایسے میں علامہ احمد رضا خان کی تحریرات میں ہمیں علم طبعیات، فلسفہ بطلیموس، وفلسفہ کوپرنیکس پولینڈی، فلسفہ مادہ پرستان، منطق جدید، طب، ریاضی، ہندسہ، جبر ومقابلہ، لوگارتھم، جیومیٹری، زیجات وارثماطیقی جیسے علوم سے نہ صرف یہ کہ بحث ہوتی نظر آتی ہے بلکہ ان کی تجدید بھی ہوتی دکھائی دیتی ہے، زیر نظر تحریر میں آپ نے جن سائنسی علوم میں بحث فرمائی، اور ان میں آپ کی علمی دسترس کیا ہے، علاوہ ازیں آپ کے افکار کا موجودہ نظریات کے ساتھ موازنہ پیش کیا گیا ہے، علاوہ ازیں نتائج البحث و فوائد سے اس بحث کو مزین کیا گیا ہے۔

ولادت

علامہ محمد احمد رضا خان علیہ الرحمۃ اپنے آبائی مکان جو کہ محلہ جسولی "بریلی، انڈیا" میں ۱۰ شوّال المکرم ۱۲۷۲ھ / ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو پیدا ہوئے[1]۔

حصول علم

آپ کی بسم اللہ خوانی کی عمر تو صحیح طور پر معلوم نہ ہو سکی، مگر آپ کی مروجّہ علوم سے فراغت کا سال جو کہ تیرہ برس کی عمر ہے، اس کو دیکھیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ نہایت کم عمری میں ہی آپ کو خلاّق ازل نے علم کی اس معراج کے لیے چن لیا تھا، کہ رہتی دنیا تک اِس کو منزلِ علم و عرفان کے راہی حسرت کی نگاہوں سے تکتے رہیں گے۔

ذکاوت و ذہانت کا وہ معیار دلکش کہ کبھی کوئی کتاب ایک چوتھائی سے زیادہ اپنے استاذ سے نہ پڑھی، اور بقیہ تین چوتھائی از خود حل کر کے استاذ کو سنا دیں، عربی کی ابتدائی کتابوں سے فراغت کے بعد تمام درسیات کی تکمیل اپنے والد گرامی مولانا نقی احمد خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمائی[2]۔

علامہ احمد رضا خان کے اساتذہ کرام

آپ نے کل چھ اساتذہ سے اکتساب علم فرمایا ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں:

وہ استاذ جن سے ابتدائی کتب پڑھیں۔

مرزا غلام قادر بیگ صاحب جن سے علم صرف کی دو مشہور کتابیں "میزان ومنشعب پڑھیں۔

مولانا عبد العلی رامپوری　شاہ ابو الحسین نوری　والد ماجد (مولانا نقی احمد خان)

شاہ آل رسول احمدی مارہروی

علامہ احمد رضا خان کا حصول علوم فلسفیہ وعلمی مہارات

علامہ احمد رضا خان نے باقاعدہ کسی بھی علمی ادارہ یا کسی بھی معقولی یا فلسفی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے بغیر (علوم فلسفیہ) میں وہ مہارۃ تامۃ حاصل کی، کہ بڑے بڑے فرزانگان علم و حکمت اس بانصیب کے چمن علم سے خوشہ چینی کرتے نظر آتے ہیں، یہاں پر اس حقیقت سے آگاہی عبث نہ ہوگی کہ وائس چانسلر علی گڑھ یونیوسٹی جنہوں نے علوم فلسفیہ نہ صرف ہندوستان بلکہ کئی اور ممالک سے سیکھ رکھے تھے اور علم ریاضی میں ان کا کمال علم درجہ شہرت کو چھو رہا تھا، اتفاقا انہیں علم ریاضی کے ایک مسئلہ میں اشتباہ پیدا ہوا، بعد از بسیار کوشش جب وہ اس کے حل کرنے سے عاجز آگئے، تو جرمنی جانے کا سوچ لگے کہ ایک دن بر سبیل تذکرہ اس کا ذکر پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری شعبہ دینیات علی گڑھ یونیورسٹی سے کیا، انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ بریلی میں علامہ احمد رضا خان سے ملاقات کرلیں آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا، تو مذکورہ پروفیسر صاحب کا جواب تھا کہ میں جو علم کے گھاٹ گھاٹ سے پانی پی کر آیا ہوں، اس مسئلہ کو حل نہ کر پایا، جب کہ آپ اس شخص کے پاس جانے کا مشورہ دے رہے ہیں کہ جس نے کالج ویونیورسٹی تو دور کی بات اپنے شہر کے سکول سے بھی علوم عصریہ کو نہ سیکھا، دو چار دن کہ بعد پرفیسر اشرف صاحب یہی مشورہ دیا، اور چانسلر صاحب کا وہی جواب تھا، اور ساتھ ہی ساتھ رخت سفر یورپ باندھتے رہے کہ پروفیسر صاحب نے پھر بریلی جانے کا کہا تو چانسلر صاحب غصہ سے بھرے لہجے میں کہنے لگے پروفیسر صاحب عقل بھی کوئی چیز ہے، آپ مجھے کیسا مشورہ دے رہے ہیں، پروفیسر صاحب کہنے لگے اتنے بڑے سفر کے مقابلے میں تو بریلی جانا آسان ہے، سیدھی ریل گاڑی جاتی ہے ایک دفعہ ہو آیئے، بالآخر ایک دن پروفیسر

صاحب، وائس چانسلر علی گڑھ یونورسٹی، اور سید شاہ مہدی حسن مارہرہ سے ساتھ لے کر حاضر خدمت ہو گئے، ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ میں علم ریاضی کا ایک مسئلہ پوچھنے حاضر ہوا ہوں، علامہ احمد رضا خان نے جواب دیا کہ پوچھئے تو ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ وہ اتنا مسئلہ نہیں ہے کہ میں اتنی جلدی آپ کو بیان کر سکوں گا، تو علامہ احمد رضا خان نے کہا کہ وہ کچھ تو ہو کہہ دیجئیے، الغرض چانسلر صاحب نے مسئلہ پیش کیا اور علامہ احمد رضا خان نے سنتے ہی جواب کہہ دیا، جس پر وہ بے اختیار بول اٹھے کہ سنتا تھا کہ علم لدنی بھی کوئی شئے ہے آج دیکھ بھی لیا، میں تو اس مسئلہ کے حل کے لیے جرمنی جانا چاہ رہا تھا کہ پروفیسر سلیمان اشرف صاحب نے یہاں آنے کا مشورہ دیا، مجھے تو یوں لگ رہا تھا کہ آپ کتاب کو دیکھ کر جواب کہہ رہے تھے[3]۔

۱۳۲۹ھ کا واقعہ ہے کہ اخبار "دبدبہ سکندری" رامپور انڈیا میں ڈاکٹر سر ضیاء الدین صاحب نے علم المربعات کا ایک سوال شائع کرایا، کہ کوئی ریاضی دان صاحب اس کا جواب دیں، حسن اتفاق کہیے، کہ ان دنوں علامہ احمد رضا خان کا علم المربعات پہ ایک رسالہ بنام الموہبات فی المربعات نقل ہو رہا تھا، علامہ احمد رضا خان نے اس سوال کا جواب اور اسی فن کا ایک سوال جواب کے لیے تحریر فرما کر اخبار میں چھپوا دیا، جب وہ جواب چھپا تو ڈاکٹر صاحب کو حیرت ہوئی کہ ایک عالم دین بھی اس علم کو جانتا ہے خیر انہوں نے اپنے تیئں ساتھ آنے والے سوال کا جواب دبدبہ سکندری میں چھپوا دیا، جواب غلط تھا، علامہ احمد رضا خان نے اس کو غلط قرار دے دیا، ورطہ حیرت میں مبتلا ڈاکٹر صاحب کو مزید تعجب ہوا کہ ایک عالم دین نہ صرف اس علم کو جانتا ہے بلکہ اس میں کمال مہارت بھی رکھتا ہے، شوق ملاقات کشاں کشاں بریلی لے آیا، تو علامہ احمد رضا خان نے انہیں اپنا ایک قلمی رسالہ دکھایا کہ جس میں اشکال مثلث اور دوائر بنے ہوئے تھے، ڈاکٹر صاحب نے بصد استعجاب دیکھنے کے بعد کہا کہ میں نے اس علم کو سیکھنے کے لیے بے شمار ملکوں کے سفر کیا، سب جگہ سے ڈگریاں اور تمغات و اعزازات حاصل کیے، مگر جو باتیں آج سیکھیں اس سے قبل نہ سیکھ پایا، آپ یہ بتائیے کہ یہ علوم کس استاذ سے سیکھے، تو امام کا جواب تھا کہ میرا کوئی استاذ نہیں، صرف چار قاعدے حساب کے (جمع، تفریق، ضرب و تقسیم) والد گرامی نے اس لیے سکھائے تھے کہ علم میراث میں کام آتے ہیں، شرح چغمینی پڑھنا شروع کی تو والد گرامی نے فرمایا تھا کہ یہ علوم خود سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سکھا دیں گے، آپ خود دیکھ لیں کہ مکان کی چار دیواری میں خود ہی بیٹھا کرتا رہتا ہوں، پھر کسور اعشاریہ متوالیہ کی قوت کا ذکر چل پڑا، کہ عیسائی ریاضی دان تیسری قوت سے آگے کا سوال حل کرنے سے قاصر ہیں، تو آپ نے اپنے دو تلامذہ (ظفر الدین بہاری، اور قناعت علی) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے بچوں کو آپ جس بھی قوت کا سوال دیں گے یہ حل کر دیں گے، اس پر ڈاکٹر صاحب متحیر ہو کر آپ کے

شاگردوں کو دیکھنے لگ گئے، ڈاکٹر صاحب نے پھر دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ آفتاب حقیقتاً ابھی طلوع بھی نہیں ہوتا مگر دیکھنے یوں لگتا ہے کہ سورج طلوع ہو چکا ہے، اس پر آپ نے علمی اصطلاحات میں جواب دیتے ہوئے عملی تجربہ کا مشاہدہ بھی کروایا، کہ ایک طشت میں تھوڑا سا پانی اور ایک روپیہ کا سکہ بھی ڈلوا دیا، اور ڈاکٹر صاحب کو کھڑا ہو کر مشاہدہ کروایا، کہ سکہ نظر آرہا ہے کہ نہیں؟ انہوں نے کچھ فاصلہ سے دیکھنے کہ بعد کہا ہاں نظر آرہا ہے، اس پر انہیں تھوڑا پیچھے ہٹنے کو کہا اور پھر پوچھا، تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں اب نظر نہیں آرہا، جس پر تھوڑا اور پانی ڈلوایا تو ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ اب نظر آرہا ہے، جس پر انہیں مزید دو قدم پیچھے ہٹنے کو کہا تو پھر سکہ نظر سے غائب ہو گیا جس پر پھر پانی ڈلوایا تو پھر سکہ نظر آنے لگا، اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا علم فقط نظریات تک محدود نہیں تھا بلکہ آپ علوم فلسفیہ میں عملی مشاہدہ کی وہ بے نظیر قوت رکھتے تھے کہ آپ کے وہ معاصرین جو بظاہر لوگوں کی نظر میں کمال علم رکھتے تھے آپ کے سامنے طفل مکتب کی حیثیت میں نظر آتے تھے اور آپ ان کی نہ صرف راہنمائی فرماتے تھے تھے بلکہ علمی پیاس بجھانے کا بھی سامان کر دیا کرتے تھے [4]۔

اس تحریر سے یہ تو واضح ہو گیا کہ آپ نے علوم فلسفہ کو کس طرح حاصل کیا، اور کتنا حاصل کیا، مگر اللہ تعالی کا فضل و کرم ان پر ایسا جم کر برسا کہ جس فن کی طرف توجہ فرمائی کمال کر دیا، بایں طور کہ طالبان علم کے لیے کوئی تشنگی باقی نہ رہی اور ارباب علوم فلسفہ جو کہ مادہ پرستی میں الحاد و بے دینی کا شکار ہو چکے تھے انہیں ورطہ حیرت میں مبتلاء کر دیا، ایک مقام پر بطور تحدیث نعمت یوں رقم طراز نظر آتے ہیں:

> فقیر نے حساب، جبر و مقابلہ، لوگارتھم، وعلم مثلث کروی وعلم ہیئت قدیمہ وہیئات جدیدہ و زیجات وارثماطیقی وغیرہا میں تصنیفات فائقہ اور تحریرات رائقہ لکھیں اور صدہا قواعد و ضوابط خود ایجاد کیے، تحدثاً بنعمۃ اللہ تعالیٰ یہ بحمد اللہ تعالیٰ اس ارشاد اقدس کی تصدیق تھی کہ ان کو خود حل کر لوگے [5]۔"

وہ علوم فلسفیہ جن سے آپ نے بحث کی، اوران میں آپ کی علمی دسترس

علوم فلسفیہ پر آپ کی مختلف تحاریر و تصانیف اس بات پر شاہد ہیں کہ آپ کو حسب ذیل علوم پر مکمل رسوخ اور مہارت حاصل تھی، ان میں سے کچھ علوم وہ ہیں جن کی تصریح آپ نے خود کر دی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ان علوم پر کام بھی کیا ہے، جبکہ اس کام کی تفاصیل آپ کی تصانیف میں بھی مل جاتی ہیں نیز سوانح بھی اس پر شاہد ہیں۔

علم طبعیات	فلسفہ بطلیموس (ہیئت قدیمہ)	ہیئات جدیدہ (فلسفہ کوپرنیکس پولینڈی)

فلسفہ مادّہ پرستان (میٹریل ازم) منطق جدید طب ریاضی
ہندسہ جبر و مقابلہ لوگارتھم
جیومیٹری (علم مربعات، علم مثلث کروی) زیجات ارثماطیقی

ہمارے ممدوح علوم فلسفیہ میں منزل عبقریت کے راہی نظر آتے ہیں، یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ غزالی کے وارث، اسرار رازی کے واقف، سیوطی جیسے نابغہ عصر اور فرید الدھر ہیں کیونکہ علوم فلسفیہ میں جو ید طولیٰ آپ کو حاصل تھا، وہ آپ کے معاصرین فلاسفہ کو ساکت وصامد کر دینے کے لیے کافی تھا، جب کبھی کوئی فلسفی عقدہ کشائی کرتے کرتے عاجز آجاتا، تو آپ چند لمحوں میں اس کو اس جزئیہ لاینحل کا جواب دے کر حیران کر دیتے جیسا کہ ابھی چند سطور پہلے اس کی تفصیل گزر چکی ہے، اب آئندہ سطور میں جن موضوعات سے آپ نے بحث کی، اور علوم فلسفیہ میں آپ کی خدمات کا جائزہ پیش کریں گے، علم طبعیات کے حوالہ سے آپ کی تصنیفات میں درج ذیل موضوعات پر آپ کی علمی تحاریر دستیاب ہیں۔

- ✓ دھواں جب حلق میں جاتا ہے تو اس کی تلخی معلوم ہوتی ہے، اور طبیعت کی دافعہ اس کو دفع کر دیتی ہے، اور دھواں جب دماغ میں جاتا ہے، تو اس کی سوزش معلوم ہوتی ہے جو کہ دماغ کو اذیت دیتی ہے[6]۔
- ✓ پانی کا رنگ کیا ہے[7]؟
- ✓ موتی، شیشہ، بلور، پسینہ لگنے سے انتہائی سفید کیوں ہوتے ہیں[8]۔
- ✓ دریا سمندر (ہر طرح کے پانی حتیٰ کہ پیشاب کی جھاگ سفید کیوں ہوتی ہے[9]؟
- ✓ آئینہ میں دراڑ پڑنے سے درز کی جگہ سفید دکھائی دینے کی وجہ کیا ہے[10]؟
- ✓ اوس جب آسمان سے گر کر جم جائے تو اس کا رنگ کیوں سفید دکھائی دیتا ہے[11]؟
- ✓ آئینہ میں اپنی صورت اور وہ چیزیں جو پیٹھ کے پیچھے ھیں کس طرح نظر آتی ہیں[12]؟
- ✓ آئینہ میں دائیں جانب بائیں اور بائیں جانب دائیں کیوں معکوم ہوتی ہے، اسی طرح جو چیز جتنے فاصلے پر ہو آئینہ میں اتنی ہی دوری پر کیوں نظر آتی ہے[13]؟
- ✓ برف کے سفید نظر آنے کا دوسرا سبب اور سراب نظر آنے کا سبب کیا ہے[14]؟
- ✓ شعاع جنبش کیوں کرتی ہے؟ اور شعائیں جتنے فاصلہ پر جاتی ہیں اتنے ہے فاصلے سے پلٹتی ہیں[15]۔
- ✓ احتراق کی چار صورتیں ہیں[16]۔
- ✓ رنگتیں اندھیرے میں بھی موجود رہتیں ہیں[17]۔

- ✓ انطباع کی حقیقت کیا ہے، نیز اشیاء میں ہونے والے انطباع کا سبب کیا ہے[18]؟
- ✓ اجسام میں آگ سے کیا کیا اثر پیدا ہوتے ہیں[19]؟
- ✓ پتھر کس طرح بنتا ہے[20]؟
- ✓ کمزور جسم منطبع بالنار نہیں ہوتا[21]۔
- ✓ پارا آگ میں کیوں نہیں ٹھرتا[22]؟
- ✓ انطراق کا معنی، اجساد سبعہ کے منطرق ہونے کا سبب[23]۔
- ✓ مطبع بالنار صرف اجسام منطرقہ ہوتے ہیں[24]۔
- ✓ سونے چاندی کے پگھلنے اور آگ کا کون کون سا اصلی اور کون کون سا تابع ہے[25]؟
- ✓ لین وذوبان کتنی قسم کے ہیں اور ان آگ کا اثر اصلی کیا ہے[26]؟
- ✓ کیا وجہ ہے کہ آگ مخالف جنس کی چیزوں کو جدا کر دیتی ہے، اور ہم شکل چیزوں کو جمع کر دیتی ہے[27]؟
- ✓ معدنیات کی چار قسمیں ناقص الترکیب ہوتی ہیں، اور چاروں عناصر کو آپس میں ترکیب دے کر تیسری شئے حاصل کرنے کی کل بارہ صورتیں ہیں[28]۔
- ✓ کان میں جو چیز پیدا ہوتی ہے، گندھک اور پارے کے ملاپ سے ہوتی ہے یوں سمجھا جائے کہ گندھک نر ہے اور پارہ مادہ[29]۔
- ✓ کرہ بخار جس کو عالم نسیم اور عالم نہار کہتے ہیں وہ ہر طرف سے ۴۵ میل اور متقدمین فلاسفہ کے مطابق ۴۶ میل اونچا ہے[30]۔

جبکہ آپ کی تصانیف میں ریاضی وہندسہ وحساب کے درج ذیل موضوعات سے بحث کی گئی:

- قطر و محیط میں کیا نسبت ہے نیز مصنف نے دائرہ کے قطر و محیط و مساحت میں سے جو کوئی ایک چیز معلوم ہو تو باقی دو کو معلوم کرنے کا طریقہ ایجاد کیا[31]۔
- مصنف کا نظریہ کہ سمت قبلہ میں علم ہیئت واصطرلاب وغیرہ وآلات قیاسات کی اعتبار نہیں[32]۔
- ہندوستان کا عرض شمالی ۸ درجے سے ۳۵ درجے اور طول مشرقی ۶۶ سے ۹۲ تک ہے[33]۔
- منزل، کوس اور فرسنگ کی مسافتوں کا بیان[34]۔
- دینار شرعی ساڑھے چار ماشہ سونے کا تھا[35]۔
- انگریزی روپیہ سے صاع کا تعین[36]۔

- پورا صاع ۲۷۰ تولہ، جب کہ آدھا ۱۳۵ تولہ کا ہوتا ہے، جبکہ تولے میں ۱۲ ماشہ اور ماشہ میں ۸ رتی، اور رتی میں ۸ چاول ہوتے ہیں، جبکہ انگریزی روپیہ ساڑھے گیارہ ماشے کا ہے اور مثقال کا وزن ۴۔۲/۱ ماشہ ہوتا ہے درہم شرعی کا وزن 25 رتی ہے[37]۔
- ایک رطل ۲۰ اَستار اور ایک استار ساڑھے چار مثقال کا ہے جبکہ ایک مثقال ۲۰ قیراط اور ایک قیراط ۱۔۵/۴ رتی کا ہوتا ہے[38]۔
- مہر فاطمی ۴۰۰ مثقال چاندی تھا جو کہ مصنف کے زمانہ میں ۱۶۰ روپیہ بنتا ہے[39]۔
- محققین کے نزدیک ایک عدد نہیں اور عدد "کم" ہے جو کہ لذاتہ تقسیم کو قبول کرتا ہے۔ اسی طرح کسور کے معنی کی تحقیق کیا ہے، نیز صفر اعداد کا ایک جانب تصور نہیں کیا جا سکتا کیونکہ صفر محض نفی ہے[40]۔
- صفر کو کسی عدد سے ملانے کا مطلب کیا ہوتا ہے، جبکہ عدد شئے ہے اور صفر کوئی عدد نہیں[41]۔

احمد رضا نے درج ذیل سائنسی موضوعات پر خامہ فرسائی کی

- ✓ جماد جامد ہونے کی حیثیت سے بذاتہ لذت والم کا موصل نہیں یہ عقلا محال ہے[42]۔
- ✓ ادراک بالبصر تین امور پر موقوف ہے، مواجہ بصر، تقلین حدقہ اور ازالہ غشاوہ[43]۔
- ✓ حیات باجماع عقلاء شرط ادراک ہے اور موت منافی ادراک ہے[44]۔
- ✓ مصنف کا فلاسفہ سے اختلاف کہ نفس ایک لمحہ میں دو چیزوں کی طرف توجہ نہیں کر سکتا[45]۔
- ✓ شی مستمر میں بقاء کے لیے حکم ابتداء ہے[46]۔
- ✓ اعراض ہر آن متجدد ہوتے رہتے ہیں[47]۔
- ✓ قانون فطرت کی وضاحت کہ نباتات کی غذاء عناصر، اور حیوانات کی غذاء نباتات، جبکہ حیوانات انسان کی غذاء[48]۔
- ✓ گوشت میں بدن انسانی کے لیے غیر معمولی مصالح اور فوائد ہیں[49]۔
- ✓ تسلسل اعتباریات میں مبداء میں محال ہے[50]۔
- ✓ مصنف کی مشاہدہ دوربین کی توثیق کہ مشاہدہ سے ثابت ہوا کہ دودھ پانی سب میں یقینا کیڑے (بیکٹیریا) ہوتے ہیں[51]۔
- ✓ قاعدہ فطرت کی تشریح کہ رطوبت جب حرارت میں عمل کرے گی، تو فائدہ روح کو ہوگا[52]۔

- ✓ فوٹو گراف اور فونو گراف میں فرق، فوٹو گراف کی تصویر اپنی ذی الصورہ سے جدا اور اس کی محض ایک مثال و شبیہ ہوتی ہے[53]۔
- ✓ آواز کی تعریف، اللہ تعالی نے آواز کو کان تک پہنچانے کے لیے سلسلہ تموج قائم فرمایا، قرع اول سے متحرک، متشکل ہونے والی ہوائیں اول کا موجی سلسلہ قرع بہ قرع، کان کے سوراخ میں بچھے ہوئے پھٹے تک پہنچ کر اس کو بجاتا ہے جس سے اشکال و کیفیات پیدا ہوتی ہیں جن کو آواز کہا جاتا ہے، پھر اس ذریعہ سے لوح مشترک میں مرتسم ہو کر نفس ناطقہ کے سامنے حاضر ہوتی ہے[54]۔
- ✓ عالم اسباب میں حدوث آواز کا سبب، اس کی کیفیت، تموج و قرع میں کمی بیشی فاصلہ کے مطابق ہوتی ہے، تموج مخروطی شکل کا ہوتا ہے[55]۔
- ✓ زمین سے مخروط ظلی اور آنکھ سے مخروط شعاعی جبکہ سورج سے مخروط نوری پیدا ہوتا ہے[56]۔
- ✓ مصنف نے تحقیق کہ بازگشت جب پہاڑ سے ٹکرا کر واپس آتی ہے، تو وہ دوسری ہواء کے دوش پہ ہوتی ہے نہ کہ پہلی ہواء کے[57]۔
- ✓ بجلی کیا شئے ہے[58]؟
- ✓ زلزلہ کیوں آتا ہے[59]؟
- ✓ بادل و ہواء کی بنیاد کیا ہے[60]؟
- ✓ روح انسانی متجزی نہیں[61]۔
- ✓ مکان کا مکین کو محیط ہونا لازم ہے[62]۔
- ✓ مقدار غیر متناہی بالفعل باطل ہے، مقدار متناہی کے افراد غیر متناہی ہیں، مقداری کا وجود بے مقدار کے محال ہے، ہر مقدار متناہی قابل زیادت ہے[63]۔
- ✓ جہات نفس امکنہ ہیں یا حدود امکنہ ہیں[64]۔

احمد رضا اپنی تصانیف میں "ہیئت و توقیت" کے درج ذیل موضوعات کو زیر بحث لائے

- علم سے یہ بات ثابت ہے کہ ۲۹ کا چاند بعض اوقات ۳۰ کے چاند سے بڑا بھی ہو سکتا ہے، نیز ۲۹ کا چاند بعض ۳۰ کے چاندوں سے بلند اور دیر تک دکھائی دے سکتا ہے[65]۔
- قمری سال ۳۲۵ دنوں سے زائد نہیں ہو سکتا، جبکہ وقت پہچاننا ہر مسلمان پر فرض عین ہے[66]۔
- صبح کاذب کی سپیدی جہاں سے شروع ہوتی ہے، وہ آخیر تک بڑھتی ہی جاتی ہے، وہاں ہرگز تاریکی نہیں آتی[67]۔

- صبح کی سپیدی بہت ہی اونچی، ہماری نظروں میں پیدا ہوتی ہے، نہ کہ زمین کے کنارہ سے اٹھتی ہوئی اوپر آتی ہے[68]۔
- بطلیموس نے متحیرہ خمسہ وکواکب ثوابت کے ظہور وخفاء کے لیے باب وضع کرنے کے باوجود رویت ہلال کی بحث بلکل ذکر نہ کی[69]۔
- صبح صادق اور صبح کاذب میں کتنے درجات کا فرق ہے[70]۔
- قطب شمالی وجنوبی میں شب وروز کی مقدار اور اس کی وجہ، نیز قطبین میں قمر وکواکب کا طلوع وغروب کب کب اور کیسے کیسے ہوتا ہے[71]۔
- مطلع شمس ہر تین میل جبکہ قمر ہر ۲۷ میل پر تبدیل ہوتا ہے[72]۔

احمد رضا کے افکار کا جدید نظریات سے موازنہ

احمد رضا وہ نابغہ روزگار، ومستقل مزاج ہستی تھے، کہ قسّام ازل نے جن سے زمانہ کی امامت کا کام لیا۔ ایسے اشخاص طاغوتیت والحاد، مادیت وفسادِ عقائد کی جیسی بھی آندھی چلی ہو، ان کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آتی، اور یہ لوگ خود جہاں بان وگر ہوتے ہیں، اس لیے معیار ایمان ان کی اولین کسوٹی ہوتا ہے، توچونکہ انسان کی بنیاد مذہب ہے، اور مذہب حق صرف اسلام ہے(ان الدین عند اللہ الاسلام) ، تواسکے بتائے گئے احکامات تردد سے پاک محکم جن پر یقین ہی ایمان کی اصل ہے، دوسری طرف دیکھا جائے تو معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے، فلسفہ کی بنیاد الحاد، بے دینی، مادہ پرستی، پر ہے، روز روز نئے نئے مشاہدات وتجربات پیش کیے جاتے ہیں، جن کی بنیاد فقط انسانی مشاہدات وتجربیات پر ہے، جس کی بنیاد کو بھی استقامت نہیں، غلطی کا دھڑکا لگا رہتا ہے، جیسا کہ ہمارے ممدوح ہماری فکری راہنمائی کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> "ناظرین والا تمکین! اہل انصاف لا دین سے امید کہ حسب عادت متفلسفہ لم ولانسلم وانکار واضحاتو تشکیک بے ثبات وفارغ مجادلات کو کام میں نہ لائیں، ان کے اجلہ اکابر ماہرین ابن سیناسے جونپوری (مصنف شمس بازغہ) تک کوں ایسا گزرا ہے، جس پر رد وطرد وارد نہ ہوا ہو، فلسفہ مزخرفہ کا شیوہ ہی یہ ہے کہ ھر کہ آمد عمارتے نو ساخت رفت ومنزل بدیگرے پرداخت[73]۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لغو وفضول ابحاث کی حاجت نہیں، بنگاہ ایمانی اصل مقاصد کو دیکھیے، اگر حق پایئے، تو ابن سینا اور اس کے احزاب کی بات زبردستی بنانی کی ضرورت نہیں[74]۔"

اس سے معلوم ہوا کہ فلسفہ کی بنیاد ہی نہیں تو کسی سلیم الطبع ہستی کا میلان فقط عقل کی تک بندیوں کی طرف کیسے محدود ہو سکتا ہے، اس وصف محمود کو مد نظر رکھتے ہوئے، علامہ احمد رضا خان اور مادہ پرستان کے چند افکار و نظریات کا اس مختصر تحریر میں موازنہ کریں گے۔

- ✓ حرکت زمین و آسمان: مادہ پرستوں کے سرخیل کوپر نیکس پولینڈی کا دعویٰ تھا:

الشمس مرکز النظام الشمسی و جمیع السیارات و منحا الارض تدور حول الشمس[75].

"نظام شمسی کا مرکز سورج ہے اور تمام سیارات ان میں سے ایک زمین بھی ہے یہ سورج کے گرد حرکت کر رہے ہیں۔"

اس پر فاضل ممدوح قرآنی دلائل سے اس کی تردید فرما رہے ہیں۔ کہ زمین و آسمان ساکن ہیں۔

- ✓ آپ نے اس کے رد میں ایک رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام ہے: سکون زمین و آسمان بنزول آیات الفرقان
- ✓ آپ فتاویٰ رضویہ میں رقم طراز ہیں:

"زمین و آسمان ساکن ہیں، کواکب چل رہے ہیں[76]۔"

ذیل میں ہم آپ کے دلائل کا اختصاراً جائزہ لے رہے ہیں:

- كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ "ہر ایک ایک فلک میں تیر تا ہے[77]۔"
- إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا "بے شک اللہ تعالی اسمانوں اور زمینوں کو تھامے ہوئے ہے، کہ سرکنے نہ پائیں اور اگر وہ سرکیں تو اللہ کے سواء انہیں کون روکے، بے شک وہ حلم والا، بخشنے والا ہے[78]۔"
- سیدنا عبداللہ بن مسعود مطلقاً حرکت کی نفی مانتے ہیں (حرکت محوری و مداری) حتی کہ اپنی جگہ کھڑے رہ کر حرکت کو زوال بتایا[79]۔
- آپ نے ۱۰۵ عقلی دلائل جن میں سے ۹۰ ہمارے ممدوح نے فلاسفہ کے ادعویٰ کے رد میں لکھے ہیں۔ جن کی تفصیل فتاویٰ رضویہ کی جلد ۲۷ اور مذکورہ صدر رسالہ میں دیکھے جاسکتے ہیں[80]۔
- امریکی آسٹرالوجسٹ البرٹ ایف پورٹا کی پیشین گوئی کارد کیا اس نے دعوی کیا کہ ۱۷ دسمبر کو عطارد ،زہرہ، مشتری، زحل، نیپچون یہ ۶ سیارے جن کی طاقت سب سے زیادہ ہے، آفتاب کے ایک طرف ۲۶ درجے کے تنگ فاصلہ میں جمع ہو کر اسے بقوت کھینچے گے، اور وہ ان کے ٹھیک مقابلہ میں ہو گا، اور

مسلسل مقابلہ میں آ تا جائے گا، ایک بڑا اجتماع تاریخ ہیئت میں نہیں دیکھا گیا ہو گا اور ان ٦ سیاروں کی مقناطیسی لہر بہالے کی طرح سورج میں سوراخ پیدا کر دے گی، اور یہ اجتماع ٢٤ صدیوں میں دیکھنے کو نہ ملا ہو گا، ممالک متحدہ کو دسمبر میں آبی طوفان صفحہ ہستی سے مٹا دے گا، اور سورج پر ١٧ دسمبر کو ایک کالا داغ ظاہر ہو گا جو کہ آنکھ سے دیکھنا ممکن ہو گا، اس داغ کی وجہ سے کرہ ہوا میں زلزلہ پیدا ہو گا، جس سے طوفان بجلیاں، سخت بارشیں اور زلزلے برپا ہوں گے، زمین ہفتوں میں اعتدال پہ آئے گی[81]۔

فاضل ممدوح نے اس کی تردید یوں فرمائی کہ یہ وہم باطل کہ سواء کچھ بھی نہیں اور مسلمانوں کو اس کی التفات کرنے کی ہرگز اجازت نہیں، منجم نے اس دعوی کی بنیاد کواکب کے طول وسطی پر رکھی، جسے ہیئات جدیدہ میں طول بفرض مرکزیت شمس کہتے ہیں، اس میں ٦ کواکب باہم ٢٦ درجے ٢٣ دقیقے کے فصل میں ہوں گے، مگر یہ فرض خود فرض باطل ومطرد ہے، اور قرآن عظیم کے ارشادات سے مردود ہے، نہ شمس مرکز ہے نہ کواکب اس کے گرد متحرک، بلکہ زمین کا مرکزِ ثقل مرکز عالم ہے، اور سب کواکب بلکہ خود شمس بھی اسی کے گرد گھوم رہا ہے[82]۔

- فلاسفہ کا دعوی ہے کہ آفتاب مرکز ہے، جبکہ فاضل ممدوح نے بارہا اسکی تردید کی کہ پورے کون وعالم کا مرکز زمین کا مرکز ثقل ہے۔ اسی طرح آپ نے جاذبیت کے اصول کی تردید فرماتے ہوئے کہا کہ کواکب میں وسیارات میں جاذبیت نہیں، لیکن اس سے مطلقا جاذبیت کی نفی بھی مقصود نہیں[83]۔

نتائج وفوائد البحث

فلاسفہ قدیم وجدید کے نظریات کو ثبات نہیں۔ فلاسفہ اکثر مسائل میں مختلف فیہ ہیں۔ فلاسفہ کے دلائل میں ترتیب دور دور تک نظر نہین اتی جبھی ان کے نظریات اور ان کے دلائل کو دوام نہیں۔ فلاسفہ حقائق اشیاء سے بے خبر ظاہر اشیاء کو دیکھتے ہیں جو کہ محمود نہیں مذموم ہے۔

مصادر ومراجع

1 حیات اعلی حضرت ا: ١٠٢

2 ایضاً، ا: ١١٤

3 ایضاً، ا: ٤٢، ٢٧

4 ایضاً، ا: ٢٦٥

5 فتاوی رضویہ ۲۷: ۳۸۵

6 فتاوی رضویہ ۱۰: ۵۰۳

7 فتاوی رضویہ ۳: ۲۳۵-۲۳۸

8 فتاوی رضویہ ۳: ۲۳۹

9 فتاوی رضویہ ۳: ۲۳۹

10 فتاوی رضویہ ۳: ۲۴۰

11 فتاوی رضویہ ۳: ۲۴۰

12 فتاوی رضویہ ۳: ۲۴۰

13 فتاوی رضویہ ۳: ۲۴۰

14 فتاوی رضویہ ۳: ۲۴۰

15 فتاوی رضویہ ۳: ۲۳۹

16 فتاوی رضویہ ۳: ۵۸۰

17 فتاوی رضویہ ۳: ۲۳۹

18 فتاوی رضویہ ۳: ۶۰۱

19 فتاوی رضویہ ۳: ۶۰۳

20 فتاوی رضویہ ۳: ۶۰۳

21 فتاوی رضویہ ج۳: ۶۰۳

22 فتاوی رضویہ ۳: ۶۰۳

23 فتاوی رضویہ ۳: ۶۰۴

24 فتاوی رضویہ ۳: ۶۰۴

25 فتاوی رضویہ ۳: ۶۰۴

26 فتاوی رضویہ ۳: ۶۰۵

27 فتاوی رضویہ ۳: ۶۰۶

28 فتاوی رضویہ ۳: ۶۱۰-۶۱۲
29 فتاوی رضویہ ۳: ۶۲۳
30 فتاوی رضویہ ۵: ۱۳۷
31 فتاوی رضویہ ۲: ۲۸۸
32 فتاوی رضویہ ۵: ۱۶۵
33 فتاوی رضویہ ۵: ۵۷
34 فتاوی رضویہ ۸: ۲۵۵
35 فتاوی رضویہ ۱۱: ۲۴۸
36 فتاوی رضویہ ۱۰: ۲۹۶
37 فتاوی رضویہ ۱۰: ۵۲۵
38 فتاوی رضویہ ۱۰: ۵۲۶
39 فتاویٰ رضویہ ۱۰: ۵۲۵
40 فتاوی رضویہ ۱۰: ۳۰
41 فتاویٰ رضویہ ۲۶: ۳۰۹
42 فتاوی رضویہ ۹: ۸۵۱
43 فتاوی رضویہ ۹: ۸۵۵
44 فتاوی رضویہ ۹: ۹۳۰
45 فتاوی رضویہ ۹: ۹۳۴
46 فتاوی رضویہ ۱۴: ۴۶۶
47 فتاویٰ رضویہ ۱۴: ۴۶۶
48 فتاویٰ رضویہ ۱۴: ۵۵۴
49 فتاوی رضویہ ۱۴: ۵۵۴
50 فتاوی رضویہ ۱۵: ۴۰۷

51 فتاوی رضویہ ۲۱: ۱۸۸

52 فتاوی رضویہ ۲۱: ۱۸۸

53 فتاوی رضویہ ۲۳: ۴۱۲

54 فتاوی رضویہ ۲۳: ۴۱۵

55 فتاویٰ رضویہ ۲۳: ۴۱۵-۴۱۶

56 فتاوی رضویہ ۲۳: ۴۱۶

57 فتاوی ۲۳: ۴۵۰

58 فتاوی رضویہ ۲۷: ۹۳

59 فتاوی رضویہ ۲۷: ۹۳

60 فتاوی رضویہ ۲۷: ۱۰۰

61 فتاوی رضویہ ۲۹: ۷۷

62 فتاوی رضویہ ۲۹: ۱۵۵

63 فتاوی رضویہ ۲۹: ۱۵۷

64 فتاوی رضویہ ۲۹: ۱۵۸

65 فتاویٰ رضویہ ۱۰: ۴۶۸

66 فتاوی رضویہ ۱۰: ۵۶۹،۵۳۹

67 فتاوی رضویہ ۱۰: ۵۷۰

68 فتاوی رضویہ ۱۰: ۵۷۱

69 فتاوی رضویہ ۱۰: ۶۱۹

70 فتاوی رضویہ ۱۰: ۶۲۱

71 فتاوی رضویہ ۱۰: ۶۲۱

72 فتاوی رضویہ ۲۰: ۳۵۸

73 گلستان سعدی: ۱۱

74 فتاوی رضویہ ۲۷: ۳۸۵

75 الہیئۃ الوسطیٰ: ۱۶

76 فتاویٰ رضویہ ۲۷: ۲۰۰

77 سورۃ الانبیاء ۲۱: ۳۳

78 سورۃ فاطر ۳۵: ۴۱

79 فتاویٰ رضویہ ۲۷: ۲۰۰

80 فتاویٰ رضویہ ۲۷: ۲۴۵

81 فتاویٰ رضویہ ۲۷: ۲۳۹

82 ایضاً

83 فتاویٰ رضویہ ۲۷: ۲۳۰